بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نظرات

صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ خان نے جمہوریت کو بحال کرنے کے لئے قوم کے منتخب نمائندوں کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اپنے عہد صدارت کی مختصر سی مدت میں انھوں نے اس کا پہلا انتخابی مرحلہ بحسن وخوبی طے کرا دیا ہے، ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بالغ رائے دہی کے اصول پر جس طرح پُرامن اور سنجیدہ ماحول میں مرکزی اور صوبائی انتخابات میں عوام نے ووٹ ڈال کر اپنی رائے کا اظہار کیا، وہ انتخابات کی تاریخ میں سنگِ میل اور پاکستان کی تاریخ میں عدیم المثال حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عظیم الشان پُرامن انقلابی اقدام پاکستان کی تاریخ میں صدر مملکت محمد یحییٰ خان کے کارناموں میں ہمیشہ نمایاں رہے گا، ہم اس مرحلہ کو کامیابی سے عبور کرنے پر صدر مملکت جنرل محمد یحییٰ خان کو خراجِ تحسین وعقیدت پیش کرتے ہیں اور آنے والے ہر مرحلے پر ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے ہیں، ہم ان کے مخلص معاونین بالخصوص چیف الیکشن کمشنر جسٹس عبد الستار خان اور اپنی مسلح افواج کو سلام کرتے ہیں، اس موقع پر عوام نے جس طرح اپنے غیر معمولی احساسِ جمہوریت اور سیاسی بیداری اور اپنے قومی واجتماعی مسائل سے دلچسپی کا اظہار کیا اس پر ہم عوام کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جمہوری اصول کے مطابق جو جماعتیں انتخابات میں حصہ لیتی ہیں وہ انتخابات کے نتائج بھی تسلیم کر لینے کا وعدہ کرتی ہیں، اور اپنے مختلف مسائل طے کرنے کے لئے بھی جمہوری طریقے اختیار کرنے کی پابند ہوتی ہیں۔ عموماً غالب قوت کے مقابلہ میں مغلوب طاقتیں قومی مسائل زیادہ بہتر طریقہ سے سلجھانے کے لئے ایک صحت مند، مؤثر ومضبوط حزبِ اختلاف بنالیتی ہیں، پاکستان ایسا ملک ہے جہاں کے باشندوں کی غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے، یہاں معرکہ انتخابات کو کفر واسلام کا معرکہ نہ کہا جا سکتا، دراصل یہ مومنوں کی جماعتوں کے اجتہادی امور میں اختلافات اور مسائل کی مختلف

تاویلات، میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کا مسئلہ تھا، مختلف منشوروں میں سے زیادہ سے زیادہ مفاد عامہ پر مشتمل منشور کو اپنانے اور اسے غالب کرنے کا معرکہ تھا۔ یہ مسلم برادری کا اپنے باہمی اختلافات اور مابہ النزاع مسائل کو پُرامن ماحول میں حل کرنے کا ایک جدید ترقی یافتہ طریقہ تھا، اس موقع پر ناکام ہو جانے والے اور اقلیت میں رہ جانے والے بھائیوں کو اپنی شکست کے اسباب معلوم کر کے ان کی اصلاح کرنا چاہیئے، دوسری طرف اکثریت میں آنے والی فاتح جماعتوں کو فتح و غلبہ کی سرشاری میں کسی غلط اقدام کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے، انھیں اپنی تمام توجہات عوام کے مفاد اور عوام سے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرنے پر صرف کرنا چاہیئے، انھیں عوام کی زیادہ سے زیادہ بھلائی کے لئے بلا تاخیر جدوجہد شروع کر دینا چاہیئے۔ نہ ہارنے والوں کو مایوسی و بددلی کا شکار ہونا چاہیئے نہ جیتنے والوں کو آپے سے باہر نکلنا چاہیئے۔

لا یفرحون اذا نالت رماحهم
قوما ولیسوا مجازیعا اذا نیلوا

قومی رہنماؤں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی عظمت و مقبولیت کا دارومدار عوام کے مسائل بحسن وخوبی حل کرنے میں مضمر ہے۔ اس وقت سب سے اہم مسئلہ ملک کے لئے قابل قبول کامیاب جماعتوں کے اپنے منشوروں کے مطابق اسلامی آئین بنانے کا ہے۔ پوری قوم اپنے لیڈروں سے اس عقدہ کا مناسب حل تلاش کرنے کی متقاضی ہے، عوام بیدار اور اپنے بھلے برے سے آگاہ ہیں مستقبل میں وہ کسی استحصالی قوت کو دیر تک مسند اقتدار سے چپٹے رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ عوام کے عزائم و شعور کا احترام اور انھیں جلا دے کر عوام کو اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے زیادہ سے زیادہ "تیز رفتار" بنانا ہی وقت کا اہم تقاضا ہے۔ انتخابات کا یہ نتیجہ کامیاب و ناکام دونوں کے لئے آزمائش و امتحان ہے، کوتاہی کرنے والے، اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے دونوں کھل کر سامنے آجائیں گے، ونبلوکم بالشر والخیر فتنة۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ مجھے اپنی اُمت کی طرف

ہے سب سے زیادہ خطرہ کثرتِ خیر سے ہے، سامعین میں سے ایک نے اُٹھ کر دریافت کیا: "یارسول اللہ! کیا خیر شر کا باعث بن سکتا ہے؟" آپ خاموش کھڑے رہے، سائل نے پھر لگاتار دوسری اور تیسری مرتبہ یہی سوال دُہرایا، تب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "دیکھو برسات میں جو سبزہ اُگتا ہے وہ خیر ہوتا ہے، ایک بیل اُسے چرنے میں مشغول رہتا ہے اور اُسے اتنا کھا لیتا ہے جو اُس کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے، نتیجۃً اس کا پیٹ اپھر جاتا ہے، اور وہ بیمار ہو جاتا اور بعض حالات میں مر جاتا ہے، کیا یہ کثرتِ خیر کا نتیجہ نہیں؟" اس حکیمانہ تمثیل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی ایک بہت بڑی خرابی کی نشاندہی فرما کر اس کے سدِ باب کی طرف توجہ دلائی۔ اگر ہر شخص خیر سے اتنا حصہ ہی لے جتنا وہ ہضم کر سکے، اور بوجھ بن جانے والے حصہ کو چھوڑ دے تو معاشرہ کے دلدر دُور ہو سکتے ہیں۔

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہُوا
قلندری سے ہُوا ہے سکندری سے نہیں

پاکستان کے ابتدائی دَور کے بعد جلد ہی عوام اور حاکم طبقہ میں بُعد پیدا ہوتا گیا۔ اس خلیج کو وسیع تر کرنے میں نوکر شاہی اور دینی کاروبار کرنے والوں کا بڑا دخل رہا۔ حکومت کرنے والے طبقہ کو عوام کے حالات و مطالبات سے بے خبر رکھنا اور دینی امور کو حکومت کے لئے شجرِ ممنوعہ قرار دینے میں یہی دو قوتیں کارفرما تھیں۔ حکومت و عوام، مسجد و مدرسہ باہم رسہ کشی کرتے رہے اور ہماری زندگی مسلسل ثنویت کا شکار رہی۔ قوموں کی زندگی میں یہ ثنویت زہرِ ہلاہل ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ زرّیں اور خلافتِ راشدہ میں اسلامی حکومت اس ثنویت سے ناآشنا تھی، حکومت مسجد و مدرسہ دونوں کا انتظام سنبھالتی اور دینی زکوٰۃ وصول کر کے عوام کے مفاد کی نگہداشت کرتی تھی۔ اسلام کے اس صدرِ اوّل میں حکومت اور عوام کے درمیان اور خالق و مخلوق کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا تھا۔

عوامی حکومت میں عوام اپنے معاملات و مسائل کی دیکھ بھال کے لئے اپنے حاکموں کو خود منتخب کرتے ہیں اور حکام سے براہِ راست ربط و تعلق رکھتے ہیں۔ ہر شخص اپنے مسائل کو حل ہوتا دیکھ کر ایسی مسرت محسوس کرتا ہے جیسے وہ خود حکومت کر رہا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ "وجعلکم ملوکاً" اسی کیفیت کو بیان کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے عوام دیندار ہیں اور وہ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ہمارا دین ہماری مادی ترقیوں کی راہ

ما حائل ہو سکتا ہے یا وہ ہمیں تعلیم و تحقیق سے محروم کر سکتا ہے۔

الحمدللہ حال ہی میں ادارے کی مطبوعات میں دو کتابوں کا اضافہ ہوگیا ہے اور سال رواں کی کارگزاریوں
ں ادارے کے اپنے پریس کے قیام نیز ان دونوں کتابوں کی اشاعت کو بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ پہلی کتاب
فقہ اسلامی کا ابتدائی ارتقاء" (THE EARLY DEVELOPMENT OF ISLAMIC
JURISPRUDENC) ڈاکٹر احمد حسن، ریسرچ فیلو، ادارہ تحقیقات اسلامی کی تالیف ہے۔ اس انگریزی
مقالے پر مؤلف کو کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی ہے۔

یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ کے علاوہ ان آٹھوں ابواب کے محتویات حسب ذیل ہیں:
پہلے باب میں "فقہ" اور دیگر مصطلحات کی تشریح ہے۔ دوسرے باب میں ابتدائی مذاہبِ فقہ کی نشوونما سے بحث کی گئی ہے۔ تیسرے باب میں اسلامی قانون کے مآخذ کی وضاحت کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں مسئلہ نسخ سے بحث ہے۔ پانچویں باب میں سنت کے مفہوم اور اس کے مختلف ارتقائی پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔ چھٹے باب میں اجتہاد کے ابتدائی طریقوں رائے، قیاس اور استحسان کی تشریح ہے۔ ساتویں باب میں ابتدائی مذاہبِ فقہ میں اجماع کے مقام کی تعیین ہے۔ آٹھویں باب میں اسلامی فقہ و اصول کے ارتقاء میں امام شافعیؒ کے کارنامے کی تفصیل ہے۔ آخر میں نتیجہ، کتابیات و مصادر کی شمولیت سے کتاب کی افادیت میں اضافے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔

دوسری کتاب بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقدہ فروری ۱۹۶۸ء میں شرکت کرنے والے مختلف علماء و محققین کے انگریزی مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس کانفرنس کا انعقاد قرآن پاک کی چودہ سو سالہ سالگرہ کی تقریب میں عمل میں آیا تھا، اور اس میں مختلف ممالکِ اسلامیہ کے ممتاز علماء و اساتذہ نے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی دعوت پر کانفرنس میں شرکت کر کے مختلف موضوعات پر اپنے علمی مقالات کانفرنس کے جلسوں میں پیش کئے تھے۔ ادارے کے بورڈ آف گورنرز نے بہت پہلے اس کانفرنس کی روئداد کی اشاعت کا فیصلہ کیا تھا، مگر بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر پوری روئداد کی طباعت ممکن نہ تھی، ناچار صرف مقالات کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔ ان مقالات کے ترجمے بنگالی زبان میں بھی کئے گئے اور بنگلہ ماہنامہ سندھان میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ انشاءاللہ عربی اور اردو مقالات نیز بنگالی ترجموں کے مجموعے بھی شائع کئے جائیں گے۔